آصف ہارون☆

اہانتِ رسالت مآب ﷺ کی جسارت...... کیوں؟

''اے اسرائیل! تیری حدیں نیل سے فرات تک ہیں'' یہ وہ الفاظ ہیں جو آج بھی اسرائیلی پارلیمنٹ کی پیشانی پر کندہ ہیں جو اہل یہود کے غلیظ ذہن اور خبث باطن کا کھلم کھلا اظہار کررہے ہیں۔ان سے یہ حقیقت بھی مترشح ہوتی ہے کہ پوری دنیا کے کافر بالعموم اور اہل یہود بالخصوص اپنے غلیظ ذہنوں کی پیداوار اور اپنے مکروہ و مذموم مقاصد کے ساتھ 'نورالٰہی' کو بجھانا چاہتے ہیں خاص کر صلیب کے پجاریوں اور صیہونت کے پیروکاروں کا یہ مقصد اوّل ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے اسلام کی سفید اور صاف شفاف چادر کو داغدار کردیا جائے اور اُمت مسلمہ کا امن وسکون تہہ و بالا کردیا جائے۔ اہل اسلام کے قلوب و اذہان سے اللہ و رسول ﷺ کی محبت کو کھرچ کر ملت اِسلامیہ کو دولت ایمان سے یکسر محروم کردیا جائے۔ اسلام دشمن، پلید یہودیوں کی اہل ایمان کے ساتھ اس معاندانہ روش کو قرآن نے بایں الفاظ بیان کیا ہے۔﴿لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ﴾ [المائدۃ:۸۲]

''یقیناً اے پیغمبرؐ! آپ اہل ایمان کی دشمنی میں سب سے زیادہ سخت یہود کو پائیں گے۔''

یہود مدینہ نے عہد رسالت مآب میں جو شورشیں اور سازشیں کی تھیں ان سے تاریخ اسلام کا ہر طالب علم بخوبی آگاہ ہے۔ یہ کوئی نیا سلسلہ نہیں بلکہ گذشتہ چودہ صدیوں سے یہ معرکۂ حق و باطل چلا آرہا ہے یہود و نصاریٰ و دیگر اہل کفر و شرک آئے دن اہل اسلام کے خلاف نت نئے ہتھکنڈے اور پھندے تیار کرتے رہتے ہیں۔اس سلسلے کی ایک کڑی ماضی قریب میں رسولِ اقدس ﷺ کے توہین آمیز خاکے بنا کر ناموس رسالت ﷺ اور عزت وعظمت کی مقدس ومطہر چادر کو تار تار کرنے کی ناکام جسارت ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آنے والے وقتوں میں اہل کفر و شرک بالعموم اور اہل یہود بالخصوص اپنے پروٹوکولز کی روشنی میں پورے عالم اسلام کے لئے خطرے کی علامت ہیں۔ان کی نظریں صرف پاکستان، افغانستان اور ایران وعراق پر نہیں بلکہ اہل اسلام کے ان مقدس مقامات پر ہیں جو مسلمانوں کو اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہیں۔اس مکہ اور مدینہ پر ہیں جہاں سے انکی سرکوبی کے لئے جہادی قافلے روانہ ہوا کرتے تھے اور دنیا حرمین شریفین سے نکلنے والے قافلوں کے قدموں کی چاپ سنا کرتی تھی۔الغرض آج پورا عالم کفر اپنے تمام تر وسائل اور ٹیکنالوجی کے ذریعے سے پرچم اسلام کو سرنگوں کرنے کی بھرپور تگ و دو میں دن رات مصروف ہے۔

اہانت رسول ﷺ کی جسارت کا ایک سبب مسلمانوں کی عملی کمزوری بھی ہے۔موجودہ مسلمان اگر دولتِ ایمان سے یکسر محروم نہیں تو ضعفِ ایمان کی آلائشوں میں ضرور مبتلا ہو چکا ہے۔ایمان کی کمزوری ہی وہ واحد وجہ ہے جس کی بنا

☆ فاضل كلية الشريعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

پر عالم کفر آج عالم اسلام کو خونخوار بھیڑیے اور باؤلے کتے کی طرح چیر پھاڑ رہا ہے۔ مسلمان سمجھیں نہ سمجھیں مگر عالم کفر اس کمزوری کو ضرور سمجھتا ہے کہ موجودہ مسلمان وہ نہیں جو آج سے چودہ سو برس پہلے تھا، اس کا سرسری سا اندازہ آپ اس بات سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ آج مغربی تہذیب وتمدن اہل اسلام کے گھروں کی زینت اور محلوں محفلوں کی سجاوٹ بن چکی ہے۔ فحاشی وعریانی کی مہلک وبا مسلم معاشروں میں اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ اغیار کی غلامی موجودہ مسلمان کے لئے قابل افتخار بن چکی ہے۔ کفار کی تقلید واتباع، چال ڈھال، رہن سہن، طور اطوار اور سیرت وکردار کا زہر نہ صرف اس کی رگوں میں سرایت کر چکا ہے بلکہ اس کے جسد خاکی کا جزو لاینفک بن چکا ہے جس کے نتیجے میں اس کی سوچ وفکر مسلوب، عقل وخرد مغلوب اور قلب وذہن مرعوب ہو چکے ہیں۔ موجودہ مسلمان کی اسی کمزوری کو بھانپتے ہوئے ڈنمارکی چمگادڑوں اور مغربی گیدڑوں نے اہانت رسول ﷺ کی جسارت کر ڈالی ہے۔

ایمان کا تقاضا یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ سے دل وجان، مال ودولت، بیوی، بچوں، والدین، عزیز واقارب، دوست واحباب الغرض پوری انسانیت سے بڑھ کر محبت کی جاتی۔ جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

«لا یؤمن احدکم حتی اکون أحب إلیه من والده وولده والناس أجمعین»

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور پوری انسانیت سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔'' [صحیح البخاري:١٥]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے ماسوائے اپنی جان کے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے جواباً فرمایا: نہیں عمر، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک تم مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ سمجھ لو اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہ ہوگا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم اب آپ مجھے اپنی جان سے بڑھ کر پیارے اور محبوب ہیں۔ پس نبی کریم ﷺ نے کہا، اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہوگیا۔ [صحیح البخاری:٦٦٣٢]

حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ [الأحزاب:٦]

''نبی کریم ﷺ اہل ایمان کے لئے اپنی جانوں سے بڑھ کر عزیز ہیں۔''

محبت رسول ﷺ کا تقاضا یہ تھا کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ کو بطور اُسوۂ حسنہ مدنظر رکھا جاتا۔ آپ ﷺ کی اطاعت وتابعداری اور اتباع وفرمانبرداری کی جاتی اور آپ کے اوامر ونواہی کا پاس رکھا جاتا۔ تب جا کر ہم نبی ﷺ کے وفادار اور جان نثار کہلوانے کے مستحق ٹھہرتے۔ ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

لہٰذا جب تک ہمارا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، لین دین، کاروبار وتجارت، ہماری سیاست وسیاحت، تعلیم وتربیت، ولایت وبرا[illegible] معیشت ومعاشرت، ہمارے نظریات وتصورات الغرض ہماری طبیعت ومزاج اور ہماری 194

ایک ایک اَدا، سنت رسول ﷺ اور اسوہ رسول ﷺ کے سانچے میں نہیں ڈھل جاتی تب تک ہم حقیقی معنوں میں محبت رسول ﷺ کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے۔

اِک حب محمد ﷺ ہی ہے مؤمن کا اثاثہ — بس اس کے بنا کچھ نہیں اسلام ہمارا
نبی ﷺ سے محبت جو کرے گا دل و جان سے — جنت ہے اس کی یہ ہے ایمان ہمارا

لیکن افسوس! جب آج کے مسلمان کے شب و روز کا بنظر غائر مطالعہ کیا جاتا ہے تو اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ اس کو ہادی و رہنما، امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے وہ والہانہ محبت وعقیدت نہیں جو ہونی چاہئے تھی یہ اپنے آپ کو بیشک پکا وسچا مسلمان سمجھتا رہے، لیکن اس کے اعمال بول بول کر اس حقیقت کا انکشاف کر رہے ہیں کہ اس کا دعویٰ ایمان کھوکھلا اور محبتِ رسول ﷺ بناوٹی ہے اس کو سنت رسول ﷺ سے زیادہ اپنی جان و مال، دولت، شہرت، عزت، بیوی، بچے، والدین اور دوست و احباب پیارے ہیں۔ اس کی زبانِ قال کہے نہ کہے، لیکن اس کی زبان حال یہ راز افشا کر رہی ہے:۔

ہے فضول اور رائیگاں دعویٰ تیرا ایمان کا
گر نبیؐ تجھ کو نہ اپنی جان سے پیارا ہو

اطاعت رسول ﷺ میں جتنی سستی ہوگی محبت رسول ﷺ میں اتنی ہی کمی ہوگی اور محبت رسول ﷺ میں جتنی کمی ہوگی، ایمان میں اتنی ہی کمزوری ہوگی اور ایمان میں جتنی کمزوری ہوگی عالم کفر کو اس طرح کی جسارتیں کرنے کا اتنا ہی موقع ملتا رہے گا۔ لہٰذا ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم غلامی محمد ﷺ کا طوق اپنی گردنوں میں ڈالیں۔ سنت رسول ﷺ سے سچی وسُچی محبت وعقیدت رکھیں، حرمت رسول ﷺ کی خاطر جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہ کریں۔ ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت سے ہی ہم کامیابی و کامرانی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔

ان کی عفت کی حفاظت آپ کے دین سے ہوئی — چھین لی ابلیس نے جن پردہ داروں کی رِدا
جس نے تھا جڑ سے اکھاڑا شرک و اوہام کو — میرا دل اور میری جان، اولاد بھی اس پر فدا

تاریخ کے اَوراق اس بات پر شاہد ہیں کہ آسمان کی نیلی چھت کے نیچے ایسے بہادر لوگ بھی رہا کرتے تھے جن کا ایمان چٹانوں جیسا تھا۔ محبت رسول ﷺ میں اس قدر سچے تھے کہ اپنا تن من دھن قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ رسول معظم ﷺ کے اَدب و احترام کے اس قدر خواہاں تھے کہ آپ ﷺ کی مجلس میں اس طرح بیٹھتے جیسے اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں اور مجلس نبوی ﷺ میں بیٹھے ہوئے ان جیالوں کے جذبات یہ تھے کہ اگر کوئی بلند آواز سے یا محمد کہہ دیتا تو فوراً سے پہلے اُن کی تلواریں اپنی میانوں سے باہر نکل آتیں اور اس بات کا انتظار کرتے کہ کب رسول اللہ ﷺ اپنے اَبرو سے اشارہ کریں اور وہ گستاخِ رسول کی گردن تن سے جدا کر دیں۔

دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ
میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفیٰؐ کے بعد

قرونِ اولیٰ کے سعادت مند لوگ جب یہ نہیں برداشت کرتے تھے کہ کوئی ان کے محبوب کا نام بے ادبی سے پکارے تو پھر وہ اہانتِ رسول کو کیسے برداشت کرسکتے تھے؟ انہوں نے مظاہروں کی بجائے عملی میدان میں اتر کو محبت رسول کا ثبوت فراہم کیا۔ ان کے ایمان افروز واقعات سے تاریخ کے سنہرے اَوراق آج بھی چمک رہے ہیں۔ کاش کہ آج کے مسلمان کے پاس اتنا وقت ہو کہ وہ اپنے اَسلاف کی سیرت کا مطالعہ کرنے کے لئے تاریخ کی ورق گردانی کرسکے۔

افسوس اس بات پر نہیں کہ کفار نے اِہانت رسول کی جسارت کیوں کی؟ ان سے کیا شکایت کہ ان کا کام ہی یہی ہے کہ اللہ کے نور کو بجھا دیا جائے۔ اسلام کو ختم کردیا جائے۔ اہلیانِ اسلام کے قلوب واذہان سے حب رسول ﷺ کو کھرچ کھرچ کر اُتار دیا جائے۔ ان کی سازشوں اور تدبیروں کے خلاف پروردگار کے حسبِ ذیل اِرشادات ہی کافی ہیں:

﴿إِنَّا كَفَيْنَٰكَ ٱلْمُسْتَهْزِءِينَ ٱلَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ ٱلسَّٰجِدِينَ وَٱعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ ٱلْيَقِينُ﴾

[الحجر: ۹۵ تا ۹۹]

''ہم تیری توہین کرنے والوں کو خوب کافی ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ بھی دوسرا اِلٰہ کھڑا کرتے ہیں عنقریب انہیں پتہ چل جائے گا۔ ہمیں خوب علم ہے کہ ان کی اس تمسخرانہ حرکتوں سے تیرا سینہ تنگ ہوتا ہے (لیکن ان کی پرواہ مت کر) اور اپنے رب کی تسبیح بیان کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہوجا پھر زندگی بھر اپنے رب کی عبادت کرتا رہ۔''

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا۟ نُورَ ٱللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ وَٱللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ [الصّف: ۸]

''(کافر) لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کررہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔''

لہٰذا ''سورج پر تھوکنے والے کا تھوک ہمیشہ اس کے چہرے پر آ گرتا ہے۔''

تاسف تو ان مسلم حکمرانوں پر ہے جو کفار کی چیرہ دستیوں سے بچنے کی بجائے ان کے آلہ کار بن کر ان کی انگلیوں پر ناچ رہے ہیں اور کٹھ پتلیوں ایسی زندگی بسر کررہے ہیں شاید انہوں نے کبھی اس کہاوت پر غور نہیں کیا کہ ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔'' افسوس ان مسلمانوں پر ہے جو ۵۶/اسلامی ریاستوں کے سربراہ ہونے کے باوجود احتجاج و مظاہروں کے سوا کچھ نہیں کرسکے؟ صد فغاں ہے ان مسلمانوں پر جو اس وقت سراپا احتجاج تو بنے ہوئے ہیں، لیکن ان کی عقلیں اس بات کو سمجھنے سے عاری ہوچکی ہیں کہ وہ خود اہانتِ رسول کے مرتکب ہورہے ہیں۔ اُسوۂ رسول ﷺ کو چھوڑ کر اَغیار کی غلامی و چاپلوسی کیا اہانت رسول نہیں؟ والدین، اولاد، مال و متاع، دنیا وآرائشوں اور مادی خواہشوں کو محبت رسول پر ترجیح دینا کیا گستاخئ رسول نہیں؟ ارشاداتِ محمدیہ اور فرموداتِ نبویہ کو پس پشت ڈال دینا کیا اہانت رسول نہیں؟

اہل اسلام کی بے حسی کو دیکھ کر دل حزن کے آنسو روتا ہے کہ آج اُمت مسلمہ کے جسم پر ایک نہیں بلکہ بے شمار زخم لگ چکے ہیں۔ حرمت مسلم اس قدر ارزاں ہوچکی ہے کہ پاؤں کے نیچے مسلی جارہی ہے اُمت مسلمہ کا زخم خوردہ جسم

سسکیاں لے رہا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے کسی روحانی فرزند کا منتظر ہے۔ کہاں ہیں وہ اہل ایمان جو مظلوم و مقہور اسلام کو ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لئے بے قرار ہوں؟ کہاں ہیں وہ اہل اسلام جو اسلام کو پورے عالم میں پھیلانے کے لئے بے تاب ہوں۔

اے مسلم حکمرانو! خدارا اب تو سنبھل جاؤ۔ اب تو آغوش نیند سے نکل آؤ۔ اب تو ہوش کے ناخن لو، محسن انسانیت ﷺ کی اہانت کی جارہی ہے اور اسلام کی عزت و آبرو کو داغدار کیا جارہا ہے اور تم ابھی تک خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہو؟ اللہ کی قسم اگر تم اب بھی نہ سنبھلے تو وہ دن دور نہیں جب تمہاری یہ شان و شوکت اور تمہاری یہ سلطنتیں و مملکتیں ختم اور تمہاری داستانیں عدم ہوجائیں گی اور قیامت تک تمہارا کوئی نام لیوا نہیں رہے گا۔

اے اہل اسلام! ہمیں ایک عہد کرنا ہوگا پھر عہد وفا کرنا ہوگا وہ یہ کہ ہم رسول محترم کی سچی و سُچی اتباع و اطاعت کریں گے، ایمان کی تکمیل کریں گے، نفرتوں کو دور کریں گے، فاصلوں کو مٹائیں گے، انس و محبت کی شمع جلا کر، لالچ و حرص کی آگ بجھا کر، تفرقہ بازی اور عصبیت کو بھلا کر ہم ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ کریں گے اور اپنا تن من دھن قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے جب یہ ولولہ اور جذبہ ہمارے دلوں میں جاگزیں ہوگا تب ہمارا ایمان پختہ و مستحکم ہوگا اور ہم واقعی کامل مؤمن اور محبین نبی ﷺ کہلوانے کے مستحق ٹھہریں گے۔ پھر کسی ڈنمارک کی چمگادڑ اور مغربی گیدڑ کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ اہانت رسول ﷺ کی جسارت کرے۔ ورنہ پھر گستاخانِ رسول ﷺ کو چن چن کر سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔ اِن شاء اللہ العزیز۔

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی — مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ کٹ مروں جب تک خواجہ یثرب کی عزت پر — خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

***

ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی ہو تو اس سے
برداشت نہ ہو پائے گی توہین رسالت
ناموس نبی ﷺ پر نہ ہو جو مرنے کی خواہش
بیکار ہے بیکار ہر اک عبادت
[سید عارف محمود]